مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے سیاسی نظریات پر ایک ناقدانہ نظر

مکتوبات امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ
مولانا پیر محمود احمد قادری

معہ

تنقیدات و تعاقبات

مرتبہ
گرامی قدر جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب
ایم اے۔ پی ایچ ڈی

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

نام کتاب ـــــــــ تنقیدات و تعاقبات معہ مکتوبات امام احمد رضا بریلوی
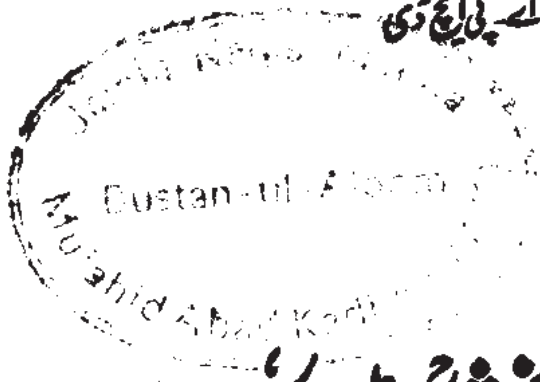
مرتب تنقیدات و تعاقبات ـــــــ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب ایم اے پی ایچ ڈی

مرتب مکتوبات ـــــــ الشاہ پیر محمود احمد صاحب قادری

موضوع ـــــــ تنقیدات و تنقیحات

حسب فرمائش ـــــــ حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری بانی مجلس رضا

سال طباعت ـــــــ ۱۹۸۸ء / ۱۴۰۸ھ

طابع ـــــــ

ناشر ـــــــ مکتبہ نبویہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

قیمت ـــــــ ۴۸/- روپے

ترجمہ :۔ گاندھی جب "مہاتما (روح اعظم) ہے تو اس کی روح آگ اور جسم ناکس تنکے کی مانند ہے ـــــ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ مشرک نجس ہیں ـــــ جب اس کی روح ایسی ہے تو جسم تو بہت ہی ناپاک ہوگا۔

مولانا عبدالباری نے مسٹر گاندھی کی تعریف و توصیف کی، ان سے استعانت چاہی، ان کی متابعت میں حد سے گزر گئے اور دل و جان سے ان کی تائید و حمایت کرکے ان کے مشن کو بعید قوت بخشی ـــــ امام احمد رضا نے اپنے اشعار میں ان سب امور پر بے لاگ تنقید کی ہے اور حمیت اسلامی اور غیرت ملی کا وہ سبق دیا ہے جس نے آگے چل کر نظریۂ پاکستان کے لیے راہ ہموار کی۔

گاندھی کی تعریف و توصیف

تحریک ترک موالات کے زمانے میں مسٹر گاندھی کا ستارہ عروج پر تھا، ہندوؤں کے علاوہ بکثرت مسلمانوں نے ان کو امام و پیشوا بنایا تھا حتیٰ کہ دیہات میں اُن کی امامت کا غلغلہ بپا ہوگیا تھا ـــــ مولوی محمد فضل قدیر ظفر ندوی نے یہ اپنا چشم دید واقعہ لکھا ہے:

"پورب کے دیہات میں یہ افواہ پھیلی کہ گاندھی جی ہی امام آخرالزماں اور نعوذ باللہ امام مہدی ہیں چنانچہ دیہاتی مسلمان مجھ سے سوال کرتے تھے،" مولبی صاحب!

بقیہ حاشیہ : عینی شاہد ہے ـــــ اور بعض لوگ مسٹر گاندھی کو مسلمانوں کو مہذب دشمن سمجھتے تھے، مندرجہ ذیل قطعہ اسی خیال کا ترجمان ہے۔

تھا قوم کی خاطر تیرا ہر ایک چلن
افسوس نہ سمجھے تجھے یارانِ وطن
پھر پھول سمادھی پہ تری لایا ہوں
اے قوم مسلمان کے مہذب دشمن

نازؔ بریلوی

"مہاتما گاندھی امام مہدی ہے؟" ——— میں جواب دیتا، "ارے وہ تو کافر ہے، خبردار جو کبھی تم نے اس کے بارے میں ایسا عقیدہ اختیار کیا۔"[1]

مولوی عبدالباری نے مسٹر گاندھی کو اپنا رہنما اور پیشوا قرار دیا جس کی تفصیل آگے آتی ہے، اُنھوں نے مسٹر گاندھی کو مہاتما[2] (روحِ اعظم) اور عظیم الہند جیسے القابات سے نوازا، چناں چہ امام احمد رضا کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"ایک خط کل آیا مگر عظیم الہند گاندھی جی اور مولانا محمد علی صاحب کل میرے یہاں تھے اس واسطے جواب کی جانب التفات نہ ہُوا۔"[3]

امام احمد رضا، مولانا عبدالباری کے اس قسم کے القاب و آداب پر گرفت کرتے ہوئے اس رباعی میں تنقید کرتے ہیں۔ ؎

یا رب کہ چہ کردہ ست فسون دم گاندھی
لیڈر پس رو، امام اقدم گاندھی
در خلبہ و خط گفت فرنگی محلی
ہادی گاندھی و رُوحِ اعظم گاندھی[4]

ترجمہ: اے خدا! گاندھی نے کیا افسوں پھونکا ہے کہ مسلمان لیڈر اس کے پیچھے پیچھے جارہے ہیں اور وہ پیشوا بنا ہُوا ہے۔ فرنگی محلی نے اپنے خط اور خطبے میں گاندھی کو ہادی (ہدایت دینے والا) اور "مہاتما" (روحِ اعظم) کہا ہے۔"

اسی زمانہ میں بعض مسلمان رہنماؤں نے مشترکہ طور پر اخبار "ہمدم" (لکھنؤ) میں یہ اعلان چھپوایا تھا:-

"ہم نے نہایت وفاداری سے سب سے بڑے متقی اور پرہیزگار

---

[1] سیارہ ڈائجسٹ (لاہور) شمارہ نومبر ۱۹۷۷ء، مضمون مقبول جہانگیر، مدیر مسئول، صفحہ ۲۰ (انٹرویو:- مولوی محمد فضل قدیر ظفر ندوی) [2] الطاری الداری: حصہ اول: ص ۴۲، ۴۸

[3] الطاری الداری، حصہ سوم، صفحہ ۴۴ مکتوب محررہ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء [4] ایضاً ص ۹۰

گاندھی کی حمایت وتائید

امام احمد رضا کا یہ خیال تھا کہ مولانا عبد الباری کی حمایت وتائید سے ان کو یا مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہ ہوگا، بلکہ اسکے برعکس سارے فوائد مسٹر گاندھی کو حاصل ہوں گے۔ تاریخی اور سیاسی نقطہ نظر سے اس خیال کی تائید

تحریک خلافت
اور تحریک ترکِ موالات اور ... دمیرہ ... در ہندوؤں کو قوی سے
قوم ... ا

... رضا اپنی سیاسی ... ت و اظہار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

از بازوئے تو نظمِ گاندھی ست
قائم بہ تو انتظامِ دینِ گاندھی ست
کردی لقب خویش قیام الدین راست
آخر نہ بہ تو قیامِ دینِ گاندھی ست [1]

ترجمہ: تیری قوت بازو سے ہی گاندھی کا سیاسی نظام چل رہا ہے اور تیری ہی وجہ سے دین گاندھی کا انتظام قائم ہے — تو نے اپنا لقب قیام الدین (دین کو قائم کرنے والا) قرار دیا ہے — سچ ہے آخر تجھی سے تو دین گاندھی قائم ہے۔ (تو اسی کے دین کو قائم کرنے والا ہے)۔

---

[1] ایضاً، ص ۹۰

نوٹ: مشہور مستشرق ماسینوں نے مسٹر گاندھی کے ساتھ علماء دین کی رفاقت و متابعت سے متاثر ہو کر اس کو "خاتم الاولیاء" لکھ دیا ہے۔ (مسعود)

ترجمہ : مشرک ناپاک ہے اور مرتد اس سے بھی زیادہ ناپاک
وہ تو ناپاک سے بھی ناپاک تر ہے اسکو پاک نہ کہو۔

ظفر الملک مولوی اسحاق علی

مولوی اسحاق نے مسٹر گاندھی کی متوقع نبوت و رسالت کے بارے میں یہ اظہارِ خیال فرمایا :

"اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے"[1] (بالفاظ دیگر یہ کہ مسٹر گاندھی بالقوہ نبی ہیں اگرچہ بالفعل نہ سہی)

امام احمد رضا نے اس کا یوں اظہار فرمایا : ؎

بر لیث اگر ختم شجاعت نہ شدے
گرگیں جرو اہلِ ضیغمیت نہ شدے
گفتند کہ گاندھی ست نبی بالقوہ !
ایں بودے اگر ختم نبوت نہ شدے[2]

ترجمہ : اگر شجاعت اور بہادری شیر پر ختم نہ ہو جاتی (تب بھی) بھیڑیئے کا بچہ شیر جیسا نہ بن سکتا۔ وہ کہتے ہیں کہ گاندھی نبی بننے کی صلاحیت رکھتا ہے یعنی اگر نبوت ختم نہ ہوئی ہوتی تو یہ نبی ہوتا۔

---

[1] (ا) اتفاق (دہلی) ، ۲۷ ر اکتوبر ۱۹۲۰ء
(ب) پیسہ اخبار (لاہور) ۸ ر نومبر ۱۹۲۰ء
(ج) دبدبۂ سکندری (رام پور) یکم نومبر ۱۹۲۰ء

[2] محمد مصطفیٰ رضا خاں : الطاری الداری ، ج ۳ ، ص ۹۹

ابوالکلام آزاد

ابوالکلام آزاد نے خطبہ جمعہ میں مسٹر گاندھی کے لیے "مقدس ذات" "ستودہ صفات"[1] القاب استعمال کیے جس کے عینی شاہد مولانا احمد مختار صدیقی میرٹھی ہیں جو خلافت کمیٹی کے رکن تھے —— ان القاب و آداب پر تنقید کرتے ہوئے امام احمد رضا لکھتے ہیں :۔

"دوسرا جمعہ کا خطبہ اردو میں پڑھتا ہے، نہیں نہیں خطبہ کا لیکچر دیتا ہے۔ اور اس میں خلفائے راشدین، حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے بدلے گاندھی کی مدح "مقدس ذات" "ستودہ صفات" وغیرہ لفظوں کے ساتھ گاتا ہے —— آج خطبہ میں یہ ہوا کہ کل نماز میں اہدنا الصراط المستقیم کی جگہ "اہدنا الصراط الگاندھی" پڑھیں گے، اور کیوں نہ پڑھیں جسے جانیں کہ اس مقدس ذات ستودہ صفات کو اللہ تعالیٰ نے "مذکر" بنا کر مبعوث فرمایا ہے[2]۔ اس کی راہ آپ ہی طلب کیا چاہیں اور بالفرض یہ تبدیل نہ کریں تو صراط الذین انعمت علیہم میں تو گاندھی کو ضرور داخل مان چکے۔ اللہ جسے "مقدس ذات

---

[1] مشرق، گورکھپور، ۱۳ جنوری ۱۹۲۱ء

[2] مولانا عبدالماجد بدایونی نے مسٹر گاندھی کے لیے فرمایا تھا:۔

"خدا نے اُن کو تمہارے لیے "مذکر" بنا کر بھیجا۔"

{ اخبار فتح (دہلی) ۲۵، نمبر ۲۴۲ }

ستودہ صفات کرے اور خلق کے لئے "مذکر" بنا کر اس پر انعام الٰہی تام و کامل ہے۔" [1]

امام احمد رضا، ابوالکلام آزاد کے مندرجہ بالا کلمات پر تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں :-

دانی کہ چہ کرد ابوالکلام آزاد
آزاد ز دین و شرع و اسلام و رشاد
بستودہ صفات و پاک ذاتش گفتہ
در خطبۂ جمعہ حمد گاندھی بنہاد [1]

ترجمہ : تجھے خبر ہے کہ ابوالکلام آزاد نے کیا کیا ؟ —— وہ ابوالکلام جو دین، شریعت اور ہدایت سے آزاد ہے —— اس نے جمعہ کے خطبے میں یہ الفاظ کہے "ستودہ صفات" "پاک ذات" ——

ایک موقع پر ابوالکلام آزاد نے ہندوؤں کی حمایت کرتے ہوئے فرمایا :-

"اگر کوئی طاقت ہندوستان پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں کا صرف یہی فرض نہیں کہ وہ حملہ آور سے مقابلہ کریں بلکہ اگر ایک ہندو قتل ہو جائے تو دس مسلمان اس کے لیے جانیں قربان کرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔" [2]

امام احمد رضا نے ان کلمات پر شدید ردِ عمل کا اظہار فرمایا اور اپنی رباعیات میں جو کچھ کہا اگر وہ اس پسِ منظر میں نہ پڑھا جائے تو نہایت ہی نامناسب معلوم ہوتا ہے ——

امام احمد رضا کہتے ہیں :

---

[1] محمد مصطفٰے رضا خاں :

[2] محمد مصطفٰے رضا خاں، طرق الہدیٰ والارشاد الی احکام الامارۃ والجہاد مطبوعہ بریلی، صفحہ ۷۸

دانی بچہ شُد ابوالکلامت معلّم
گفتا من بہر ہند دم مستسلم!
گر بر ہند گزندے آید ز افغاں
بریک ہندو فدا کنم دہ مسلم [1]

ترجمہ : تجھے خبر ہے کہ ابوالکلام نے تجھے کیا پڑھایا ہے — وہ کہتا ہے کہ میں ہندوؤں کی سلامتی چاہتا ہوں۔ اگر ہندوستان پر پٹھان حملہ کردیں تو میں ایک ہندو پر دس مسلمان قربان کردونگا۔

ایک دوسری رباعی میں کہتے ہیں :

آزاد مگرنہ تو بے شک مشرک
دہ مسلم می دہی پے یک مشرک
ز اسلامت اگر بہرہ ور بدے می کردی
بر ناخن مسلمے فدا لک مشرک [2]

ترجمہ : اے آزاد کیا تو مشرک نہیں — تو ایک ہندو پر دس مسلمان فدا کر رہا ہے!
اگر تو اسلام سے بہرہ ور ہوتا تو مسلمان کے ایک ناخن پر لاکھ مشرک قربان کرتا۔

ابوالکلام آزاد نے بعض ایسے کلمات کہے جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اس کے قائل تھے کہ معاذ اللہ! حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کو یہودیوں نے سولی پر چڑھا دیا۔ مثلاً یہ کلمات :

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا خاں : الطاری الداری، ج ۳، ص ۹۱

[2] ایضاً : ص ۹۵

ارتھی میں شرکت

ہندو مسلم اتحاد کی رو میں بہہ کر مولانا شوکت علی نے غالباً کلکتہ میں تلک (صدر کانگرس) کی ارتھی کو کندھا دیا، اور جب امام احمد رضا نے اس حرکت پر گرفت کی تو انہوں نے فرمایا:

"غیر مسلم میت کو کندھا دینا ممنوع تھا، مجھے معلوم نہ تھا، اسکی میں معافی چاہتا ہوں اور کہتا ہوں کہ ؎

بھولے بامن گائے کھائی
اب کھاؤں تو رام دہائی

میں اپنی بریت میں کوئی بات پیش نہیں کروں گا، ہم گنہ گاروں سے لاکھوں گناہ ہوگئے ہیں۔" [1]

مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اس قسم کی حرکات پر تنقید کی، چناں الافاضات الیومیہ میں ہے:

"جے کے نعرے لگائے، پیشانیوں پر قشقے لگائے، ہندوؤں کی ارتھیوں کو کندھا دیا، رام لیلا وغیرہ کا انتظام مسلم والنٹیروں نے کیا، بیہودہ اور کفریہ کلمات کہے کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو فلاں ہندو نبی ہوتا۔ کیا خرافات، واہیات ہے۔" [2]

---

[1] اخبار فتح (دہلی) ۲۴ نومبر ۱۹۲۰ء (تقریر مولانا شوکت علی، در اجلاس جمعیۃ العلماء ہند، دہلی) [2] مولوی اشرف علی تھانوی: الافاضات الیومیہ، ج ۵، ص ۸۸